روبینہ کوثر لودھی

ارسطو کا تصور علت مادی

ARISTOTLE'S CONCEPT OF MATERIAL CAUSE

تاریخ فلسفہ بالخصوص تاریخ فلسفہ سائنس کا ذکر آتے ہی جو نام ہمارے ذہن میں سب سے پہلے ابھرتا ہے وہ ارسطو کا ہے۔ ارسطو کا نام محض فلسفہ اور سائنس تک ہی محدود نہیں بلکہ ادب اور مذہب سے متعلق مباحث میں بھی اسکے مخصوص تصورات اور اصطلاحات کا استعمال عام کیا جاتا ہے۔

تاریخ فلسفہ سائنس کا قاری اس امر سے انکار نہیں کر سکتا کہ ارسطو کی تحقیقات نے فطرت کے بعض ایسے پہلوؤں کو کچھ ایسے منظم و مربوط انداز میں پیش کیا ہے جن تک گزشتہ یونانی فلاسفہ اور آئندہ کئی صدیوں تک کسی فلسفی کی رسائی نہ ہو سکی۔ ارسطو نے کائنات میں کون و فساد (GENERA-TION AND CORRUPTION) کے پس پشت حرکات و عوامل کے تجزیہ کی بناء پر علت کا جو تصور پیش کیا۔ اس نے فلسفہ و سائنس کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ صدیوں تک مفکرین و محققین ارسطو کے پیش کردہ نظریات کے سحر میں جکڑے رہے۔ یہاں تک کہ ارسطاطالیاتی نظریات کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھانا گویا فلسفہ و سائنس کی صحت پر شک کے مترادف سمجھا جاتا۔ اگرچہ عیسائی عقائد نے کسی حد تک یہ زور توڑ دیا مگر سائنس کی دنیا میں ارسطو کے نظریات من و عن تسلیم کیے جاتے تھے۔ پھر رفتہ رفتہ جدید سائنسی نظریات نے یہ اثرات بھی زائل کر دیئے ہیں اور صورتحال یہ ہے کہ ہم اس کے تصور علت کو کلیتاً تسلیم نہیں کرتے مگر اس نے سائنسی فکر کو جو نیا موڑ دیا اس سے انکار بھی نہیں کر سکتے۔

تاریخ فلسفہ سائنس میں ارسطو کا سب سے بڑا کارنامہ اس کی چار علتوں کی دریافت ہے۔ اگرچہ قدیم فکر میں ہمیں ایسے اشارے ملتے ہیں جن کی بناء پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ تعلیل کا نظریہ یکسر نیا نہیں کیونکہ بقول ارسطو نادانستگی میں ان فلاسفہ نے ایک ایک کر کے خود ہی ان چار علتوں کی نشاندہی کر دی تھی (۱)

اس لیے علت کا مسئلہ اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ خود تاریخ فلسفہ مغربی فکر میں میں سب سے پہلے اس کا سراغ قدیم یونانی فلسفی تھیلیز کے ہاں ملتا ہے۔ جس نے سب سے پہلے کائنات کی ماہیت پر غور و خوض کے بعد ایک مادہ اوّل کا نظریہ دیا جس سے یہ کائنات وجود پذیر ہوئی۔ اور اسی طرح اس کے بعد آنے والے فلاسفہ فیثاغورثیہ ایمپیڈوکلیز اور انکساغورس نے بھی تھیلز کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مادہ اول کے اس علتی تصور میں مزید علتوں کا اضافہ کر دیا۔ جن میں علت صوری و علت فاعلی اور علت غائی شامل ہیں۔ گو ان کی یہ کوشش کبھی بھی واضح انداز میں سامنے نہیں آسکی۔

تاریخ فلسفہ میں پہلی مرتبہ علت کا اتنا واضح اور صاف تصور ارسطو کے ہاں ہی ملتا ہے اور یوں ارسطو اپنے متقدمین اور معاہرین کے نظریات کا تجزیہ کرتے ہوئے بالآخر اپنے چار علتوں کے نظریے کو ایک منظم صورت میں سب سے پہلے اپنی کتاب مابعد الطبیعات (METAPHYSICS) میں پیش کرتا ہے۔ نظریہ علت کا یہ ارسطاطالیاتی تجزیہ محض یہاں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے بعد آج تک کے متاخرین کی تحقیقات کا نقطہ آغاز بنتا ہے۔ (۲)

۱۔ مابعد الطبیعات کی پہلی کتاب میں ارسطو نے گذشتہ فلسفیوں کے حوالے سے نظریہ تعلیل کی تاریخ بیان کی ہے۔

۲۔ کیپلر کا یہ دعوی تھا کہ وہ ایک نیا تصور تعلیل کا یہ نظریہ بنیادی طور پر ارسطو کی ہی علت صوری کو واضح ریاضیاتی زبان میں دوبارہ بیان کرنے کی ایک کوشش ہے۔

ارسطو نے علت کا جو تجزیہ پیش کیا وہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس سے علت سے متعلق اس مخصوص تصور کی ایک واضح تعریف ہمارے سامنے آتی ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ارسطو اپنے اس نظریے کی مربوط وضاحت کے لیے اپنے روزمرہ تجربات اور سائنسی مشاہدات سے مدد لیتے ہوئے تجزیہ فطرت کو نقطہ آغاز بناتا ہے۔ فطرت کے اس تجزیے کے نتیجے میں چار علتوں کا جو نظریہ ابھرتا ہے۔ وہ ہر قسم کی حقیقت جزئی اور کلی کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہوتا ہے۔ مابعد الطبیعات کی پہلی کتاب میں وہ علم و دانائی (KNOWLEDGE AND WISDOM) کی تین سطحیں گنواتا ہے۔ تجربہ فن اور سائنس بظاہر یوں دکھائی دیتا ہے جیسا تجربہ علم کی دیگر سطحوں پر حاوی ہے۔ کیونکہ بقول ارسطو ایک چیز کے متعلق نئی یادداشتیں (MEMEORIES) مل کر ایک تجربے کو جنم دیتی ہیں اور اس طرح تجربہ فن اور سائنس میں کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا ہے۔ لیکن درحقیقت سائنس اور فن انسان کے تجربے کے ذریعے ہی پہنچتے ہیں اس طرح تجربے سے فن نے جنم لیا ہے۔ (۳)

لیکن حقیقی علم و دانش کا تعلق تجربے کے بجائے فن سے ہے۔ ارسطو کی نظر میں ایک فنکار ایک ایسے شخص سے دانا تر ہے جو (MAN OF EXPERIENCE) کہلاتا ہے یا دوسرے لفظوں میں تجربہ کرتا ہے۔ کیونکہ فنکار کسی چیز کی علت (CAUSE) سے واقف ہوتا ہے۔ جبکہ وہ شخص جو محض

E. A. Brutt, The Metaphysical foundations of modern Physical Science p. 53

۳۔ مابعد الطبیعات ۲ a ۹۸۱ b۳۰ ۹۸۰

تجربہ کرتا ہے وہ اس علت کو نہیں جانتا ہے وہ اپنے تجربے کی بنیاد پر محض اتنا جانتا ہے کہ کوئی چیز ایسی ہے۔ لیکن یہ نہیں جانتا ہے کہ کیوں ایسی ہے جبکہ فنکار اور سائنسدان یہ جانتے ہیں کہ یہ کیوں ایسی ہے اور اسکی کیا علت ہے ؟ (۱)

چناچہ ارسطو کی اس مندرجہ بالا تفریق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کسی شے کے علم سے مراد اس کی علت کا معلوم ہونا ہے۔ یعنی اس کی علت اُولیٰ یا (PRIMARY CAUSE) کا علم ہے کہ اس کے ہونے کی کیا وجہ ہے (ON ACCOUNT OF WHAT) اس کے بعد اس تصور علت کا کائنات میں ہونے والی ہر قسم کی فطری تبدیلیوں پر اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ اسی لیے اس نے ایک ماہر طبیعات کے لیے فطری تبدیلیوں کی علت کا علم رکھنا لازمی قرار دیا ہے۔ اور اپنا یہ نظریہ چار علتوں کی صورت میں پیش کیا ہے۔

الف۔ مادہ (HYLE) یعنی وہ ذریعہ جس سے کوئی شے تخلیق ہوتی ہے۔ مثلاً سنگ مرمر کا وہ ٹکڑا جسے سنگتراش مجسمے کی شکل دینا چاہتا ہے۔

ب۔ صورت یعنی وہ علت جو اس شے کا نقشہ یا صورت کہلاتی ہے۔ مثلاً مجسمے کی صورت جو سنگتراش سنگ مرمر کے ٹکڑے پر مرتسم کرنا چاہتا ہے۔

ج۔ علت فاعلی۔ جو حرکت و تغیر کا باعث بنتے ہیں یعنی سنگتراش جو سنگ مرمر کے ٹکڑے میں تبدیلی کا باعث بنتا ہے۔

د۔ علت غائی۔ یعنی اس حرکت و تغیر کا مقصد یا نصب العین مجسمے کی مکمل صورت وہ مقصد ہے جس کے لیے سنگتراش سرگرم عمل تھا۔

۱۔ ایضاً a۴ ۹۸۱

لفظِ علت کے اس تجزیئے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ارسطو کے نزدیک علت کے تصور کی وضاحت کا آغاز ہماری روزمرہ کی فنی زندگی سے ہی شروع ہو جاتا ہے جو بالآخر ایک سائنسی تحقیق میں بدل جاتی ہے جو اس تصور کو ایک وسیع تر مفہوم عطا کرتی ہے۔

ا۔ تصور مادہ۔

پہلے پہل ارسطو اپنے تصور مادہ کی وضاحت اپنے روزمرہ تجربات سے یعنی مجسمہ سازی کے عمل کے تجزیئے سے کرتا ہے۔ لیکن بعد ازاں ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تصور غیر نامیاتی عناصر سے ہوتا ہوا نامیاتی زندگی کا اصول بن جاتا ہے۔ غیر نامیاتی اور نامیاتی عناصر کی یہ علت مادی ہماری راہنمائی اس بنیادی اصول کی جانب کرتی ہے جو مادہ اُولیٰ یا (PRIME MATTER) کہلاتا ہے۔ اور یوں فلسفہ ارسطو میں مادہ تمام اشیاء کے بنیادی اصول کے طور پر ابھرتا ہے۔ جو ان موجودات ہی سے تخلیق ہوتی ہے۔ (۱)

جو اس کی علت مادی کہلاتی ہے۔ ارسطو شعبہ فنون سے ایک مثال لے کر اس کا اطلاق پوری فطرت پر کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے مشاہدات اسے اس نتیجے پر پہنچاتے ہیں کہ فطرت بھی بالکل ایک فنکار کے سے انداز میں اپنا کام کرتی ہے۔ (۲)

چنانچہ فطرت میں ہر قسم کی پیدائش کا عمل علت کار ہین منت ہے۔ اور اشیاء کا تصور ان کے مادے کے بغیر محال ہے۔ سب سے پہلے اشیاء کی علت مادی کے متعلق جاننا دراصل مطالعہ فطرت کے

ا۔ مابعد الطبیعات ۱۰۳۲۔۱۲۰ "تمام اشیاء خواہ وہ طبعی ہوں یا غیر طبعی مادے سے بنتی ہیں"

۲۔ طبیعات ۱۹۹ a۱۳۔۱۵ دیکھیے مابعد الطبیعات ۳۴ a۳۳ b۶ تا

آغاز کا پہلا قدم بھی تصور کیا جاتا ہے۔ (۳)

اس مفہوم میں کسی بھی شے کا مادی پہلو اس شے کی (NATURE) یا طبیعت کہلاتا ہے۔ یعنی وہ اولین مادہ جس سے کوئی شے وجود میں آتی ہے۔ مثلاً چارپائی کے لیے ابتدائی مادہ لکڑی ہے جس سے وہ بنتی ہے۔ اور مجسمے کے لیے ابتدائی مادہ کانسی ہے۔ (۴)

اس طرح ارسطو لفظ طبع (NATURE) کی تعریف کسی بھی شے کے ابتدائی مادے کے معنوں میں کرتا ہے۔ جس سے وہ شے بنتی ہے۔ جو اس شے میں ڈھلنے سے پہلے اس صورت سے عاری ہوتا ہے۔ اس میں اتنی استعداد نہیں ہوتی کہ اپنے اندر خود تبدیلی پیدا کر سکے۔ (۱)

ہم دیکھتے ہیں کہ ارسطو نے مادے کی اصطلاح کو دو مفاہیم میں استعمال کیا ہے ایک (PRI-MARY) یا ابتدائی اور دوسرا (UNIVERSAL) آفاقی یا کُلی۔ اس نظریے کے مطابق کوئی شے کسی شے سے وجود میں آتی ہے۔ اصطلاح کا ابتدائی مفہوم اس نے اپنے روزمرہ کے تجربے سے مستعار لیا ہے۔ مثلاً ایک مجسمہ کانسی سے بنتا ہے اور ایک چارپائی لکڑی سے۔ بالکل اسی انداز میں پودے اور جانور بیج سے وجود میں آتے ہیں۔ (۲)

۳۔ ایضاً ۲۰۔a۱۸ ۹۴ میں ارسطو لکھتا ہے کہ اگر ہم ابتدائی مفکرین کا جائزہ لیں تو واضح دکھائی دیتا ہے کہ مطالعہ فطرت دراصل مطالعہ مادہ ہی کا نام ہے۔

۴۔ طبیعات ۱۲۔a۲ ۱۹۳

۱۔ مابعد الطبیعات a۳۲ ۱۰۱۶

۲۔ طبیعات b۴ ۱۹۰

اس طرح مادہ مصنوعی اور قدرتی اشیا کی تہہ میں پوشیدہ اصول یا ان کی طبیعت (NATURE) کا نام ہے کیونکہ (NATURE) یا طبع کسی شے کی تہہ میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ (۳)

جسکی بنا پر کوئی شے وجود میں آتی ہے۔ اور یہ تبدیلی کے اس پورے عمل میں اپنے وجود کو بر قرار رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کوئی بھی شے خواہ وہ مصنوعی ہو یا قدرتی ان کے وجود کے لیے دو چیزوں کا ہونا ناگزیر ہے۔

الف۔ پہلے سے موجود مادہ یا ابتدائی اصول (PRE-EXISTING MATTER)

ب۔ تبدیلی کا عمل۔ اپنی کتاب (ON THE GENERATION OF ANIMALS) میں ارسطو پہلے سے موجود مادے (PRE-EXISITNG) کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ کسی بھی شے کے بارے مادے سے وجود میں آنے سے مراد یہ ہے۔ کہ یہ پوری شے پہلے سے موجود مادے سے بنی ہے۔ جس کو صرف شکل دی گئی ہے۔ یعنی مادہ پہلے سے موجود تھا جو موجودہ شے کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ (۴)

(PRE-EXISTING MATTER) یا پہلے سے موجود مادے کی مثالیں ہمیں جابجا ارسطو کی کتاب "مابعد الطبیعات و طبیعات" اور جانوروں کی ابتدا پر" میں ملتی ہیں۔ "طبیعات" و "مابعد الطبیعات" میں جہاں وہ کانسی کو مجسمہ کے (PRE-EXISITING) یا پہلے سے موجود مادے کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ تو دوسری طرف اپنی کتاب "جانوروں کی ابتداء پر" میں جانوروں کی پیدائش کے پورے عمل کو پہلے سے موجود مادے سے مشروط قرار دیتا ہے وہ اس پورے عمل کو تین مراحل میں تقسیم کرتا ہے۔ جس میں

۳۔ ایضاً b۳۳ ۱۹۲

۴۔ جانوروں کی ابتداء پر a۲۵ ۷۲۴

کسی جانور کی پیدائش کے عمل میں مادہ پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ پیدائش کے عمل میں پہلے حیوانی لوتھڑے یا جنین (EMBRYO) کی صورت اختیار کرتا ہے پھر رفتہ رفتہ اس کے دیگر اعضاء تشکیل پاتے ہیں۔ اس عمل کا اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جائیگی فطرت خود اس جنین کے گوشت اور دیگر حسی اعضاء کو خالص ترین مادے سے تشکیل دیتی ہے۔ (۵)

پیدائش کے دوسرے مرحلے میں بقیہ نطفی رطوبت سے جسم کے دیگر عناصر مثلاً ہڈیاں اور نسیں تشکیل پاتے ہیں۔

تیسرے اور آخری مرحلے میں جانور کے بال، ناخن، کھر، اور دانت بنتے ہیں۔ اور دانتوں کی ماہیت بھی کم و بیش وہی ہے جو ہڈیوں کی ہے۔ (۱)

اس طرح یہ تمام مختلف النوع اعضاء جو حیوانی جسم کی تشکیل کرتے ہیں ایک حیوانی جسم کے لیے مادے کی حیثیت رکھتے ہیں (۲)

آج کی (GENETICS) میں تخلیق حیات کے عمل کو بڑی باریک بینی سے دیکھا جارہا ہے۔ دراصل یہ ارسطو کے نظریہ تحقیق حیات کی ہی ایک توسیع ہے۔ (۳)

(۲) نظریہ تغیر = -

ان تمام مثالوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ (PRE-EXISTING MATTER) یا

۵۔ ایضاً b۲۴ ۷۴۴

۱۔ ایضاً a۱۸ ۷۴۵

۲۔ جانوروں کے اعضاء پر a۶ ۶۴۶

۳۔ طبیعات a۷ ۱۹۰

پہلے سے موجود مادے کے لیے ہمیشہ اشیاء کے بنیادی اصول کے طور پر ایک مسلسل تبدیلی ناگزیر ہے۔ تمام اشیاء جو اس انداز میں وجود پزیر ہوتی ہیں ایک مسلسل تبدیلی کے عمل سے گزر کر ہی وجود پاتی ہیں۔ (۴)

یہاں صرف ارسطو کا تصور علت مادی ایک منظم و مربوط فطرت کو قابل فہم بنانے سے قاصر ہے جب تک کہ ہم اس ضمن میں اس کے نظریہ تغیر (THEORY OF CHANGE) کا حوالہ نہ دیں۔ ارسطو کا عمومی نظریہ تغیر اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے۔ کہ کائنات میں مخصوص قسم کی حرکات پائی جاتی ہیں۔ یہ حرکات تعداد میں چار ہیں جن کا تذکرہ اس کی کتاب (ON THE GENERATION AND CORRUPTION) یعنی کون و فساد میں ملتا ہے۔

1- مطلق کون و فساد = -

(ABSOLUTE GENERATION AND CORRUPTION) یعنی اشیاء کے جواھر میں تغیر (۲) استحال (ALTERATION) یا اشیاء کی کیفیت یا (QUALITY) میں تغیر (۳) نمو اور اضمحال (GROWTH AND DIMINUTION) یا اشیاء کی کمیت میں تغیر۔ (۴) نقل یا خود حرکتی (LOCOMOTION)

اشیاء کے مقام کا تغیر کی یہ چار اقسام ایک دوسرے سے واضح طور پر مختلف ہیں (۴) ہر قسم کے تغیر کا اپنے موضوع (SUBJECT) سے دو طرح کا تعلق ہوتا ہے۔ (۵)

مثلاً جوہر کے تغیر میں ایک موضوع (SUBJECT) اپنی حامل صورت کی عدم موجودگی

۴۔ طبیعات a۷ ۱۹۰

۵۔ طبیعات b۳۳ ۲۰۰

(PRIVATION) پر دوسری مثبت صورت میں بدل جاتا ہے۔ مثلاً پانی جب ہوا میں بدلتا ہے۔ (۶) یہ ہی صورت حال اشیاء کی کیفیت میں تغیر کے دوران پیش آتی ہے۔ مثلاً جب سفید رنگ سیاہ میں تبدیل ہوتا ہے۔ اس طرح اشیاء کی کمیت کے تغیر کے دوران کوئی شے یا بڑھ جاتی ہے۔ یا گھٹ جاتی ہے۔ بالکل اسی انداز میں اشیاء کے مقام میں تغیر واقع ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شے جو وزن میں ہلکی ہے اوپر کی جانب اٹھتی ہے۔ جبکہ دوسری جو وزن میں بھاری ہے۔ نیچے کی جانب جھکتی ہے۔ (۷)

یہاں یہ امر ملحوظ رکھنا چاہیے کہ نقل یا خود حرکتی (LOCOMOTION) کا پیش از قیاس (PRE-SUP-POSITION) استحال یا (ALTERATION) سے اور استحال کا پیش از قیاس نمو اور اضمحال (GROWTH & DIMINUTION) سے کیا جاتا ہے۔ (۸)

اس طرح اپنی کتاب "کون و فساد پر" میں ارسطو اپنی توجہ دو اہم تغیرات یعنی مطلق کون و فساد (AB-SOLUTE GENERATION AND CORRUPTION) اور استحالی (ALTERATION) پر مرکوز کرتا ہے۔ اور یہ ثابت کرتا ہے کہ کون و فساد تغیر کی ایک ایسی قسم ہے جو کسی شے کے ترکیبی عناصر میں واقع ہوتی ہے۔ جبکہ استحال یا (ALTERATION) سے مراد تغیر کی وہ قسم ہے جو اشیاء کی کیفیت یا عوارض (ACCIDENTS) میں تبدیلی کا باعث بنتی ہے۔ (۱)

۶۔ مقولات a۱۳ ۱۵

۷۔ طبیعات b۳۳ ۲۰۰

۸۔ ایضاً a۲۶-b۷ ۲۶۰

۱۔ کون و فساد پر a۲۵ ۳۱۷

تغیر کی یہ دو اقسام تغیر جوہری (SUBSTANTIAL CHANGE) اور تغیر عرضی یا حادثاتی (ACCI-DENTAL CHANGE) کے نام سے موسوم کی جاتی ہیں۔

۲-۱- تغیر جوہری = - SUBSTANTIAL CHANGE

اس قسم کا تغیر اشیاء کے جوہر میں واقع ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ایک جوہر وجود میں آتا ہے۔ جوہر (SUBSTANCE) سے مراد وہ ہے جو کبھی بھی کسی موضوع کا محمولیہ (PREDI-CABLES) نہیں ہوتا اور نہ کسی موضوع میں کبھی موجود ہوتا ہے۔ بلکہ انفرادی طور پر اپنا وجود قائم رکھتا ہے یعنی قائم بالذات ہے۔ (۲)

جیسا کہ تمام اجسام بسیطہ (SIMPLE BODIES) مٹی و آگ و پانی اور ہوا اور تمام طبعی اجسام مثلاً نباتات، حیوانات جو عام طور پر ان عناصر سے وجود میں آتے ہیں جواہر کہلاتے ہیں۔ جب بھی تغیر ان جواہر میں واقع ہوتا ہے۔ تو تبدیلی کے اس عمل کے نتیجے میں ایک نیا جوہر وجود میں آتا ہے مثال کے طور پر جب ایک بیج میں تغیر واقع ہوتا ہے تو ایک پودا یا حیوان بنتا ہے اس طرح ایک عنصر کی دوسرے میں تبدیلی بھی تغیر جوہری ہے مثلاً جب پانی ہوا میں تبدیل ہوتا ہے اور ہوا پانی میں بدل جاتی ہے۔ (۳)

۲-۲- تغیر عرضی یا حادثاتی = - ACCIDENTAL CHANGE

تغیر کی اس قسم کا تعلق کسی شے کے عوارض یا (ACCIDENTS) سے ہوتا ہے۔ اور عرض سے مراد وہ ہے جس کا تعلق کسی شے سے مستقل نہیں ہوتا یہ ایک عارضی کیفیت جو کسی

۲۔ مقولات ۱۳---۱۱ 2 a

۳۔ مابعد الطبیعات ۱۳---۱۰ b ۱۰۱۷

شے میں موجود ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی (۴)

مثلاً سفیدی کسی شے کی کوئی ایسی مستقل کیفیت (QUALITY) نہیں جو کسی شے کو ایک وقت میں سفید اور دوسرے وقت میں غیر سفید ہونے سے روکے۔ استحال (ALTERATION) یا تغیر عرضی کسی شے کی ایسی تبدیلی کے جس میں اس شے کا جوہر یا موضوع تبدیل نہیں ہوتا۔ جبکہ وہ شے تبدیل ہو رہی ہوتی ہے۔ ویسے بھی عوارض یا حادثات کا دارومدار جواہر کی موجودگی پر ہے۔ جواہر کے بغیر عوارض اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتیں۔ مثلاً سفیدی اس شے کے بغیر جو سفید ہو سکتی ہے، قائم نہیں رہ سکتی۔ تغیر عرضی کو ارسطو کی پیش کردہ مثال سے اس طرح سے سمجھا جا سکتا ہے جیسے کوئی شخص جو پہلے موسیقی نہیں جانتا لیکن بعد میں جاننے لگتا ہے تو اس تبدیلی کے عمل میں وہ شخص جو جوہر ہے تبدیل نہیں ہوتا۔ بلکہ موسیقی کی صفت عدم موسیقی کی صفت پر غالب آجاتی ہے۔ (۵)

چنانچہ تغیر عرضی صرف چند مخصوص کیفیات (QUALITIES) کی تبدیلی کا نام ہے۔ جیسے سفید و سیاہ گرم، سرد، خشک و تر، نرم و سخت وغیرہ وغیرہ (۶)

ان دو اقسام کے تغیرات کے تجزیئے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تغیر ایک بنیادی اصول (UNDERLYING PRINCIPLES) یا جوہر کی بنیاد پر وقوع پذیر ہوتا ہے جبکہ عام طور پر یہ دیکھا گیا کہ یہ تغیر دو اضداد (CONTRATIES) کے مابین یا پھر اضداد کی کچھ قریب قریب شکلوں کے مابین

۴۔ موضوعات ۶---- b۴ ۱۰۲

۵۔ طبیعات ۳ b۳۴ ۱۸۹

۶۔ کون و فساد ۱۹۔b۱۵ ۳۱۴

واقع ہوتا ہے۔ (۷)

مثال کے طور پر سفیدی سیاہی میں بدلتی ہے ایک غیر موسیقار موسیقار میں، بیج پودے اور نطفہ لوتھڑے (جنین) میں بدل جاتے ہیں ان تمام اضداد کی آپس میں تبدیلی تغیر کے ابتدائی مراحل یعنی عدم (PRIVATION) اور صورت (FORM) کو طے کرنے کے بعد عمل میں آتی ہے۔ لیکن یہاں ایک بات یاد رہے کہ تغیر تمام اضداد کے مابین واقع نہیں ہوتا مثلاً اگر یہ کیا جائے کہ آواز سفیدی کی ضد ہے۔ لہذا دونوں کے مابین کوئی تبدیلی واقع ہو سکتی ہے۔ تو ایسا ناممکن ہے کیونکہ تغیر نقضین کے مابین واقع نہیں ہوتا۔ آواز اور سفیدی ایک دوسرے کی نقیض (CONTRADICTRIES) ہیں۔ پھر ہمیشہ ایک جنس رکھنے والی دو اضداد کے مابین واقع ہوتا ہے۔ (۱)

ارسطو کے نظریہ تغیر کے مختصر جائزے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تغیر کے اس عمل میں تین اصول کار فرما ہیں۔ یعنی دو اضداد اور ان کے پس پشت ایک بنیادی اصول (UNDERLYING PRINCIPLE) جو موجودات فطرت کی تغیر و تخریب میں اہم کردار ادا کرتے ہیں (۲)

اور علت مادی کے نقطہ نظر سے تغیر جوہری کا باعث بنتی ہے۔ یہ اصول جو اشیاء کی تخلیق میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے کی ماہیت کا تجزیہ ہم بعد میں کریں گے۔

۷۔ ۳۱۰ a۲۵

۱۔ مابعد الطبیعات ۸۔b۴ ۱۰۶۹ دیکھیے a۲۵ ۱۰۱۸ جہاں ارسطو ضد (CONTRARY) کے پانچ معنی بیان کرتا ہے۔ ضد کے بیان کئے گئے دوسرے معنی کے مطابق ایک ہی جنس کی حامل بالکل مختلف اشیاء کو بھی اضداد کہا جا سکتا ہے۔

۲۔ طبیعات ۳ a ۱۹۱

وسیع تر معنوں میں ارسطو نے علت مادی کا استعمال مادہ اولی (PRIME MATTER) کے نام سے کیا ہے۔ جس کی بناء پر کائنات میں تغیر و تخریب کا ایک مستقل عمل جاری و ساری ہے۔ (۳) اس تعمیر و تخریب کے پس پشت اربعہ عناصر یعنی آگ و پانی، مٹی و ہوا کارفرما ہوتی ہے۔ اس طرح یہ عناصر کائنات میں موجود تمام اشاء کا مبداءِ اول یا ابتدائی ترکیب (PRIMARY CONSTITUENTS) ہیں (۴)

جس طرح کہ حیوانی عضویہ تین مراحل میں تکمیل پاتا ہے۔ اس طرح ترکیب (COMPOSITION) کے پہلے مرحلے میں اربعہ عناصر کا عمل دخل ہے۔ ارسطو یہاں ایک فزیالوجسٹ کے لیے یہ لازمی قرار دیتا ہے کہ وہ حیوانی جسم کے اعضاء اور خلیات کی ترکیب کے متعلق تحقیق کا آغاز چار عناصر کے مطالعہ سے کرے۔ (۵)

کیونکہ اس کی یہ تحقیق یہ ثابت کرے گی کہ حیوانی اعضاء اور خلیات کی ترکیب میں چار عناصر بنیادی کردار ادا کرتے ہیں ارسطو نے اصطلاح "عنصر" (ELEMENTS) کا استعمال جامادہ کے معنوں میں کیا ہے۔ یعنی عنصر سے مراد وہ جسم ہے۔ جس میں دیگر اجسام کا تجزیہ کیا جا سکے (۶)

جو ان اجسام کے بنیادی اصول کے طور پر مزید دیگر اجسام میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا ہو۔ مثال کے طور پر

۳۔ کون و فساد پر ۳۱۸ all

۴۔ ------- ۳۰۲ all

۵۔ جانوروں کے اعضاء پر ۶۴۶ al۲۔۱۵

۶۔ مابعد الطبیعات ۱۰۱۴ a۲۵ عنصر سے مراد کسی مخصوص شے کا بنیادی جز ہے اور عنصر ہمیشہ اس شے پر جس کا یہ عنصر ہے سبقت رکھتا ہے۔

عنصر پانی کی اگر مزید تقسیم کی جائے تو اس کے دیگر اجزاء بھی پانی ہی ہوں گے۔

مزید تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ارسطو مادے کی اس تعریف میں دو خصوصیات کا اور اضافہ کرتا ہے۔ یعنی قابلیت (POTENTIALITY) اور واقعیت (ACTUALITY) جس کے مطابق عناصر ان دونوں خصوصیات اور اپنی متضاد کیفیات کے ساتھ مل کر مادی اجسام کی تخلیق کرتے ہیں۔ اور یہ ثابت کرتا ہے کہ کائنات میں موجود تمام اشیاء کی تخلیق ان چار عناصر سے ہوتی ہے۔ (۷) مثلاً تمام اجرام فلکی حیوانات و نباتات اور ان کے اجزاء تمام نامیاتی اور غیر نامیاتی اجسام مثلاً گوشت و لکڑی کے اندر یہ عناصر مثلاً آگ، مٹی، پانی، ہوا بالقوت (POTENTIALITY) موجود ہیں۔ (۱) اگرچہ بظاہر نامیاتی اجسام کی ترکیب یعنی گوشت ہڈی میں یہ عناصر بالقوت موجود دکھائی نہیں دیتے۔ (۲)

مثلاً ارسطو کا یہ دعوی ہے کہ انسانی دماغ کی تشکیل سرد عناصر یعنی مٹی اور پانی سے ہوتی ہے۔ یا یہ عناصر اس تشکیل میں بالقوت موجود ہیں۔ اور انسانی دماغ کے تجزیئے سے ان عناصر کی موجودگی کو (AC-TUALLY) ثابت کیا جا سکتا ہے مثلاً جب اسے ابالا جاتا ہے۔ تو یہ بہت سخت اور ٹھوس شکل اختیار کر جاتا ہے۔ بالکل یہی حال دال اور دیگر پھلوں کا ہوتا ہے۔ جب انہیں ابالا جاتا ہے۔ لیکن ان میں یہ سختی ایک بتدریج عمل سے آتی ہے۔ کیونکہ ان کی ترکیب میں پانی اور آگ شامل ہوتے ہیں۔ پانی انہیں مرطوب رکھتا ہے۔ لیکن جب یہ خشک ہوتا ہے۔ تو مٹی خشک ہو جاتی ہے۔ (۳)

۷۔ ---------- a۳۱ ۲۹۸

۱۔ ایضاً a۲ ۳۰۲

۲۔ ایضاً a۲۷ ۳۰۲

۳۔ جانوروں کے اعضاء پر b۲۸۔ ۶۵۳

یہ جاننے کے لیے ہمیں ان چار بنیادی عناصر کی کیفیات (QUALITIES) کو دیکھنا چاہیے۔

چار بنیادی عناصر کچھ کیفیات (QUALITIES) رکھتے ہیں جو ان کی بنیادی کیفیات (PRI-MARY QUALITIES) کہلاتی ہیں اور آپس میں اضداد (CONTRARIES) ہیں اور عناصر کی یہ متضاد کیفیات ارسطو کی حیوانیات میں ایک بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ (۴)

اور براہ راست حیوانی عضویے کی ترکیب میں شامل ہوتی ہیں۔ ارسطو کے مطابق ہمیں جواہر طبیعہ کی ان متضاد کیفیات (CONTRARY QUALITIES) یعنی گرم و سرد، خشک اور تر کو بہت اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ کیونکہ اسی صورت میں ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ جواہر طبیعہ گرم و سرد، خشک اور تر حالتوں میں تبدیل ہوتے ہیں یہ متضاد کیفیات (CONTRARY QUALITIES) اشیاء کے وہ خاصے (PRO-PERTIES) ہیں جن پر بڑی حد تک ان کی زندگی اور موت کا دارومدار ہے اور یہی کیفیات حیوانات میں نیند اور بیداری جوانی اور بڑھاپے اور صحت اور بیماری کی کیفیت کو پیدا کرتے ہیں۔ (۵)

اس طرح ارسطو کی بیان کردہ چار عناصر کی یہ متضاد کیفیات طبعی عناصر کی تعمیر و تخریب میں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔ خاص طور پر اس کی حیوانیات میں حیوانی اعضاء کی تشکیل میں ان کا بنیادی کردار ثابت ہوتا ہے۔

مثلاً بنیادی ضد (PRIMARY CONTRARY) حرارت (PRIMARY CONTRARY HEAT) حیوانی عضویے میں خون کی زیادتی اور اس کی نشوونما کا باعث بنتی ہے۔ (۶)

۴۔ M. Grene "The Portrait of Aristotle" p. ۱۲۳

۵۔ جانوروں کے اعضاء پر ۱۱۔b۲ ۶۴۸

۶۔ ایضاً b۳۱ ۶۶۸

مثلاً خونخوار جانوروں میں یہ لازمی کیفیت حرارت خون کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ (۷)

ارسطو کے خیال میں حیوانی جسم میں اس حرارت یعنی (HEAT) کی موجودگی کا مقصد صرف ان کے پورے جسم کا تحفظ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ کچھ فلسفیوں نے روح کو آگ کا مترادف قرار دیا ہے۔ لیکن یہ خیال درست نہیں ہے البتہ کسی حد تک یہ کہا جا سکتا ہے کہ روح کی خصوصیات کسی حد تک آگ سے ملتی جلتی ہیں۔ روح کی آگ سے مماثلت کی وجہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ جواہر کی تمام صفات میں آگ کی صفت یعنی حرارت ہی روح کے فعل سے قریب ترین ہیں۔ روح ہی حیوانی عضویے میں تجاذب غذا اور حرکت کا باعث بنتی ہے اور حرارت کی وجہ سے ہی ان افعال کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن ارسطو کے خیال میں آگ اور روح کو ایک دوسرے کا مترادف قرار دینا گویا ہڈھئی یا برمے اور لکڑی میں ڈھلی شے کو ایک ہی قرار دینے کے مترادف ہے جبکہ کوئی شے ان دونوں کی وجہ سے بنتی ہے۔ ارسطو کے خیال میں روح اگرچہ آگ کا مترادف نہیں تاہم تمام حیوانات میں لازماً حرارت کی ایک مخصوص مقدار کا ہونا لازمی ہے۔ (۱)

اسی طرح آلہ سماعت یعنی کان کی ساخت کا ترکیبی اصول ہوا کا ہے۔ (۲)

خلا محض ہوا سے بھرا ہوا ہے اور یہ بسیط عنصر (SIMPLE ELEMENT) حیوانی اعضاء کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ (۳)

۷۔ دیکھئے M. Grene p. ۱۲۴

۱۔ جانوروں کے اعضاء پر ۱۱۔b۱۰ ۶۵۲

۲۔ ایضاً b۱۷ ۶۵۹

۳۔ روح پر a۴ ۴۲۵

چار بسیط عناصر میں صرف دو عناصر یعنی ہوا اور پانی ہی حیوانی اعضاء کو تشکیل دے سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر آنکھ کی پتلی کی ترکیب پانی اور کان کی ہوا سے ہوئی ہے جبکہ آگ دو حسیت کے لیے ایک لازمی شرط ہے دونوں کی ترکیب میں کہیں بھی نہیں پائی جاتی۔ اور نہ ہی مٹی کسی قسم کے حسی عضو میں شامل ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام حسی اعضاء ہوا اور آگ سے بنتے ہیں۔ (۴)

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ارسطو نے طبعی اجسام کے تجزیئے کے لیے جتنی بھی عملی مثالیں پیش کی ہیں ہو واضح طور پر یہ ثابت کرتی ہیں کہ تمام طبعی اجسام کی تشکیل و ترتیب ان چار عناصر سے ہوئی ہے۔ اور ہمیں چاہیئے کہ کائنات میں وقوع پذیر ہونے والے تمام واقعات کی علت مادی آگ، مٹی اور دیگر عناصر کو قرار دیں۔ در حقیقت یہی عناصر ان اشیاء کی اصل ماہیت ہیں جو ان کے مادی پہلو کو تشکیل دیتے ہیں۔ (۵)

ارسطو اپنے مشاہدہ فطرت کے دوران دو قسم کے عناصر سے متعارف کراتا ہے۔ پہلی قسم کے عناصر جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے اس کی حیوانات اور کون و فساد عمل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جبکہ عناصر کی دوسری قسم (ON THE HEAVENS) کتاب سماوی میں بیان کردہ مکان (SPACE) کی ساخت کا تعین کرتی ہے۔

(۵) عناصر کی ماہیت کی تعداد = ۔

اپنی کتاب کون و فساد پر ۲-۱۱ میں ارسطو عناصر کی پیدائش کو بغیر کسی مخصوص

۴۔ ایضاً a۵ ۳۲۵

۵۔ موسمیات a۲۸ ۳۳۹

تعداد کے تعین کے بیان کرتا ہے اور یہ سوال اٹھاتا ہے کہ اجسام مدرکہ (PERCEPTIBLE BOD-IES) کے پیدائشی ماخذ (ORIGINATIVE SOURCES) کیا ہیں یعنی وہ کون سے حقائق ہیں جو اجسام مدرکہ کے آغاز کا باعث بنتے ہیں۔ ارسطو کے نظریہ تغیر میں یہ بات ہمیں واضح طور پر ملتی ہے کہ کسی شے کی پیدائش اور موت کے عمل میں تین اصول کارفرما ہیں۔ ایک محل (SUBSTRATUM) جو کسی چیز کی تہہ میں پایا جاتا ہے۔ جس کی کوئی صفت نہیں جو مطلقاً غیر متعین ہے۔ اور دو متضاد کیفیات (CONTRARY QUALITIES) اور ایک ضد کے دوسری چیز میں تبدیل ہونے کا نام (BECOM-ING) یا تکوین ہے۔ اس طرح اگر اجسام مدرکہ کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کا محل (SUBSTRATUM) جو ان کی تہہ میں پایا جاتا ہے دراصل یہ عناصر ہیں۔ جو متضاد کیفیات سے مل کر بنتے ہیں۔ ( ) یا تضادات تعداد میں کئی ہیں لیکن تمام تضادات کا شمار اشیاء کے پیدائشی ماخذ میں نہیں کیا جا سکتا۔ سوائے ان تضادات کے جن کا تعلق لمس (TOUCH) سے ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عناصر آپس میں ایک دوسرے پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ فعلیت اور مفعولیت صرف ان اشیاء کے مابین ظہور پزیر ہوتی ہے جو ایک دوسرے کو محسوس کر سکیں یا چھو سکیں۔ مثال کے طور پر بہت سے تضادات جیسا کہ تلخی، مٹھاس، سفیدی اور سیاہی جن کا تعلق اجسام مدرکہ سے ہوتا ہے ایک عنصر کی تشکیل نہیں کر سکتے۔ (۱)

پس ارسطو کے اعداد و شمار کے مطابق اجسام مدرکہ تعداد میں چودہ ہیں۔ جن میں گرم، سخت، خشک، تر ہلکا، بھاری، ٹھوس، نرم لیس دار، بھُر بھُرا، کھردرا، ہموار، اعلیٰ اور ادنیٰ شامل ہے۔ ان چودہ کیفیات میں

۱۔ کون و فساد پر ۳۳۰ b۱۱-۱۵

صرف چار کیفیات کے جوڑے ممکن ہیں یعنی گرم سرد جو فائل (ACTIVE) اور دو خشک و تر جو مفعول یا (PASSIVE) ہے۔ (۲)

جبکہ بقیہ تضادات یہاں تک کہ ہلکا اور بھاری بھی فعلیت اور مفعولیت کے فقدان کے باعث اس اعداد و شمار سے باہر ہیں۔ چار متعلقہ کیفیات کے ممکنہ جوڑوں کے ارسطو عناصر کی ترکیب اور ماہیت میں ان کے کردار کو بیان کرتا ہے۔

(۶) چار عناصر کی ساخت = -

یہ چار عناصر جو طبعی اجسام کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں بذاتِ خود ان چار کیفیات اور ان کیفیات کے جوڑوں سے تشکیل پاتے ہیں۔ کیفیات کے لیے ممکنہ جوڑے عناصر کی تعداد کا تعین کرتے ہیں، جو چار ہیں۔ (۳)

یہ چار کیفیات گرم سرد، خشک تر آپس میں تضادات ہیں جن کے جوڑے کچھ اس طرح سے ترتیب پاتے ہیں جن میں گرم خشک کے ساتھ تر گرم کے ساتھ اور پھر دوبارہ سرد خشک کے ساتھ اور سرد تر کے ساتھ آتا ہے۔ اس جوڑے بندی میں یہ عنصر کی دو کیفیات ہوتی ہیں۔ جو آپس میں ضد نہیں ہیں کیونکہ دو ضدیں کا استعمال بیک وقت نہیں ہو سکتا۔ ایک شے ایک ہی وقت میں گرم اور سرد، تر اور خشک نہیں ہو سکتی۔ (۴)

اسی لیے عنصر آگ گرم اور خشک ہے جبکہ ہوا گرم اور تر اور پانی سرد اور تر اور اسی طرح مٹی سرد اور خشک

۲۔ موسمیات b۱۰ ۳۷۸

۳۔ کون و فساد پر b۳۳۸ ۱۰

۴۔ ایضاً a۳۲ ۳۳۰

ہے۔ یہاں یہ بات یاد ہے کہ تمام سادہ اجسام یعنی ہوا پانی آگ و مٹی تعداد میں چار ہیں جنہیں ہمیشہ کیفیت واحد کی بناء پر پہچانا جائیگا۔ مٹی کو سردی کی بجائے خشکی کی بناء پر پانی کو تری کی بجائے سردی کی بناء ہوا کو گرم ہونے کی بجائے تر ہونے کی بناء پر اور اسی طرح آگ کو خشک ہونے کی بجائے گرم ہونے کی بناء پر (۵)

اور یہ عام بات ہے کہ یہ کیفیت ایک دوسرے کے تضادات ہیں۔ چار عناصر اور ان کی کیفیات کی اس تخصیص کے علاوہ ان عناصر کو دو مختلف علاقوں (REGIONS) کے دو جوڑوں (PAIRS) میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ عناصر کی یہ ترتیب ارسطو کی کائنات کے کونیاتی پہلو کو تشکیل دیتی ہے۔ مثلاً آگ اور ہوا ان اجسام کو تشکیل دیتے ہیں جو مرکز کی جانب حرکت کرتے ہیں۔ (۶)

مرکز کی جانب عناصر کی یہ حرکت بالکل فطری انداز میں ہوتی ہے۔ وہ اجسام جو مرکز کی جانب حرکت کرتے ہیں۔ بھاری پن کی صفات سے مزین ہوتے ہیں۔ اور وہ اجسام جو اوپر کی جانب حرکت کرتے ہیں۔ (۱)

ہلکے پن کی صفات کے حامل ہوتے ہیں۔ یہ وہ عناصر جو کائنات کو تشکیل دیتے ہیں ہر جسم میں ایک وقت میں ان صفات میں سے ایک ہی رکھ سکتا ہے۔ یعنی یا وہ ہلکا ہو گا یا پھر بھاری ہو گا۔ اس کا وزن اضافی ہے۔ مثال کے طور پر ہوا مٹی کی نسبت ہلکی ہے۔ (۱)

۵۔ ایضاً ۳۳۸ b۱۰

۶۔ ایضاً ۳۳۱ b۳۰ دیکھئے Decaelo ۳۰۸ a۷

۱۔ DECAELO ۳۶۹ b۲۹

اسی طرح پانی بھی نہ ہی مکمل طور پا ہلکا ہے اور نہ ہی بھاری جبکہ ہوا اور پانی دونوں ہی مٹی کی نسبت ہلکے ہیں۔ چناچہ عناصر کی جو ترتیب ارسطو پیش کرتا ہے وہ کچھ اس طرح سے ہے آگ اور مٹی بھاری ہونے کی وجہ سے عناصر کی دو انتہائی صورتیں ہیں جبکہ اس کے برعکس پانی اور ہوا دو درمیانی شکلیں ہیں۔ (۲)

(۷) چار عناصر کی باہمی تبدیلی= ۔

عناصر سے متعلق اپنی تحقیق کے پہلے مرحلے میں ارسطو ان چار عناصر کو چار کیفیات یعنی گرم و سرد خشک و تر سے مزین کرتا ہے جب کہ اپنی تحقیق کے دوسرے مرحلے میں وہ ان کی باہمی تبدیلی کا مشاہدہ کرتا ہے جس کے مطابق آگ و ہوا، پانی اور مٹی ایک دوسرے میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ عنصر بالقوۃ (POTNTIALITY) دوسرے میں موجود ہے جیسے دیگر مادی اشیاء کا ایک محل (SUBTRATUM) ہوتا ہے جو ان کی تہہ میں موجود ہوتا ہے۔ اسی طرح ان چار عناصر کی تہہ میں ایک محل موجود ہے۔ (۳)

جو ان تمام عناصر کے لیے یکساں ہے۔ اسی محل میں رہتے ہوئے یہ چار عناصر اپنی متضاد کیفیات کو ایک دوسرے میں تبدیل کرتے ہیں۔ ان عناصر کی ایک دوسرے میں تبدیلی بالکل طبعی انداز میں ہوتی ہے۔ (۴)

یہ تبدیلی اس وقت عمل میں آتی ہے جب ان کی متضاد کیفیت دوسری متضاد کیفیت میں بدلتی ہے۔ اس طرح تمام عناصر اپنے آپس کے تعلقات کی بنیاد متضاد اصول پر رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کی مختلف کیفیات

۲۔ کون و فساد پر a۳۵ a۱ ۳۳۰

۳۔ موسمیات B۱ a۳۳ ۳۳۹

۴۔ کون و فساد پر a۱۴ ۳۳۱

گرم و سرد خشک و تر اضداد(CONTRARIES) ہیں۔ وہ عناصر جو کیفیت کا آپس میں تبادلہ کرتے ہیں ان میں سے کچھ یا دونوں عناصر ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں یا ان میں سے کچھ کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا یعنی ایک دوسرے کی ضد نہیں ہوتے۔ مثلاً آگ خشک اور گرم ہے اور پانی تر اور سرد ہے جب کہ ان عناصر کی صرف ایک ضد ہے جو ہوا اور پانی ہے۔ چنانچہ طبعی طور پر یہ عنصر دوسرے عنصر میں تبدیل ہو رہا ہے۔ بظاہر عناصر کی صفات کی ایک دوسرے میں تبدیلی استعمال یا(ALTERATION) یا تغیر عرضی کی جانب اشارہ کر رہی ہے جبکہ عناصر تبدیلی یا تغیر عرضی نہیں ہے یہ تغیر جوہری ہے۔ یہاں چار عناصر کی باہمی تبدیلی کے ضمن میں ارسطو ایک بار پھر یہ ضروری خیال کرتا ہے کہ تغیر کی دو قسموں میں فرق واضح کر دے جس کے مطابق عناصر کی تبدیلی ایک مستقل تبدیلی ہے۔ جو ان کی تہہ میں موجو(SUB-TRATUM) کے اندر رہتے ہوئے وقوع پذیر ہوتی ہے۔ تبدیلی کے اس سارے عمل میں یہ محل مطلقاً غیر متعین رہتے ہوتے بھی قائم رہتا ہے۔ ارسطو کے مطابق تغیر کی دونوں اقسام میں واضح فرق ہے جب تغیر کسی شے کے ترتیبی عناصر یا جوہر میں ہوتا ہے تو یہ تغیر جوہری ہے جو کون و فساد کا باعث بنتا ہے۔ اور جب تغیر کسی شے کی صفات میں واقع ہوتا ہے تو یہ تغیر عرضی یا حادثاتی ہے۔

یہ ہم دیکھ چکے ہیں ارسطو کے نزدیک عناصر کی باہمی تبدیلی کیفیاتی یا عرضی تغیر نہیں بلکہ یہ تغیر جوہری ہے جو ایک چکر کے انداز(CYCLICAL WAY) میں عناصر کی چار اولین اضداد کے مابین وقوع پذیر ہوتا ہے۔ عناصر کی یہ حرکت دوری ارسطو کے خیال میں حرکت کی ایک بہترین شکل ہے کیونکہ دائرے کی شکل میں حرکت کا کوئی آغاز اور انجام نہیں اور نہ ہی اس کے استقلال میں کوئی فرق آتا ہے۔ تمام عناصر ایک دوسرے سے حرکت دوری(CYCLICAL TRANSFORMATION) کے دوران جنم لیتے ہیں اور یوں عناصر کی چار اولین اضداد کی یہ حرکت ان کی تہہ میں موجود ایک مبداء اول کا تہہ دیتی

ہے جو چار عناصر سے ایک علتی رشتے کے ذریعے مشترک ہے۔ عناصر اور اس مبداء اول کے مابین ہر رشتہ بالکل کانسی اور مجسمے کا سا ہے۔ چار عناصر کی تہہ میں موجود یہ متبداء اول مادہ اولیٰ (PRIME MAT-TER) کہلاتا ہے جس کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں لیکن چار عناصر کی تہہ میں موجود ایک مشترکہ مادے کے طور پر اس کا وجود ناگزیر ہے۔ یہ چار عناصر جو تمام طبعی اجسام کے لیے مادے کی حیثیت رکھتے ہیں اسی مادہ اول کی چار مختلف قسمیں ہیں (۱)

ارسطو نے چار عناصر کے پس پردہ مادہ اول کی موجودگی کو جس طرح بیان کرتا ہے اس سے یہ بات واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے اواس کے اپنے پیش نظر بھی تھی کہ عناصر کی باہمی تبدیلی اور ان کا مشترکہ مادہ آپس میں کچھ اس طرح سے منسلک ہیں کہ کوئی بھی ایک کی موجودگی اور دوسرے کی عدم موجودگی سے انکار نہیں کر سکتا۔ (۲)

اسی لیے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ ان عناصر کے پس پردہ موجود مادہ علیحدہ طور پر کہیں وجود نہیں رکھتا مگر اس کی ایک مخصوص ماہیت (NATURE) ہے۔ جو قابلیت یا (POTENTIALITY) کہلاتی ہے۔ یعنی اس مادے میں یہ استعداد (POTENCY) موجود ہے کو وہ کسی اور شے میں تبدیل ہو سکے۔ (۳)

اس طرح مادہ اول جس سے تمام اشیاء وجود میں آتی ہیں بالفصل (ACTUALLY) کی بجائے صرف بالقوۃ (POTENTIALLY) موجود ہے۔ (۴)

۱۔ کتاب سماوی ۳۴۔a۳۱ ۳۱۲

۲۔ کون وفساد a۱۵ ۳۳۴

۳۔ ایضاً ۱۸۔b۱۶ ۳۱۷

۴۔ مابعد الطبیعات ۲۰۔a۱۸ ۱۰۶۹

جبکہ چار عناصر دونوں قسم کا وجود رکھتے ہیں یعنی بالقوہ اور بالفصل موجود ہوتے ہیں۔
یہ بالقوہ اجسام طبیعہ کی تہہ میں بھی موجود ہوتے ہیں اور بالفصل بھی محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ مادہ اولیٰ بالقوت ایک اور بالفعل اختلاف رکھتا ہے مثلاً مٹی اور آگ مادہ اولیٰ کی دو جوہری شکلیں ہیں اور ایک دوسرے کی متضاد ہیں اس لیے متضاد ہونے کی بنا پر ان کا سارہ بھی یکساں نہیں ہو سکتا کیونکہ بصورت ان عناصر کی باہمی تبدیلی کے دوران ہر ایک دوسرے سے وجود پذیر نہیں ہو سکتے۔(۱)
تمام عناصر میں بالقوہ ایک ہی مادہ کار فرما ہے لیکن تمام اشیاء مدرکہ میں بالقوت یکساں عناصر موجود نہیں۔(۲)

ارسطو مادہ اولیٰ کی تعریف تمام اشیاء میں موجود ایک مخصوص قسم کے جوہر (SUB-STANCE) یا محل (SUBSTRATUM) کے طور پر کرتا ہے جو نہ صرف تغیر جوہری کے پس پردہ ہوتا ہے ( ) بلکہ کون وفساد (GENERATION & CORRUPTION) کی علتِ مادی کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ (۳)
اور یہی وہ غیر متعین و ابدی اصول ہے جس کی وجہ سے عالم مظاہر میں تخریب و تعمیر کا ایک مستقل عمل جاری و ساری ہے۔ (۴)
ارسطو کے نزدیک سائنسی علم کے اہم ترین مقاصد میں ایک مقصد اس مبداء اول کی ماہیت کو بھی دریافت

۱۔ کون وفساد پر ۳۱۳ b۲
۲۔ مابعد الطبیعات ۱۰۱۰ b۱۰
۳۔ کون وفساد پر ۳۱۹ a۱۸_۱۹
۴۔ ایضاً ۲ ۳۱۸

کرتا ہے۔ (۵)

ارسطو کے مقلدین اور مُبصرین مادہ اولیٰ کے روائتی تصور سے اتفاق نہیں کرتے جس کی بنا پر مادے کا یہ تصور ایک متنازعہ صورت اختیار کر گیا ہے کہ کیا واقعی موجودات کی تہہ میں کوئی ابدی اور مکمل طور پر غیر متعین اصول کار فرما ہے؟ ان کے نزدیک مادے کا یہ تصور لغو اور ارسطو کے شاحین کی خامہ فرمائی ہے۔ بقول ان کا ارسطو کہیں بھی واضح طور پر مادہ اوّل کی بذاتِ خود موجودگی کو ثابت نہیں کر سکا ارسطو نے دراصل مادہ اول اور کسی شے کے (PROXIMATE MATTERS) نزدیک ترین مادہ جس سے وہ شے واقعی وجود میں آتی ہے کو ایک ہی مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ یعنی وہ ابتدائی مادہ جس سے کوئی شے وجود میں آتی ہے مثلاً مجسمے کی تخلیق میں کانسی بطور ابتدائی مادہ استعمال ہوا ہے ان کا دعویٰ ہے کہ ارسطو کی کتب میں مادہ اولیٰ کی اصطلاح تین چار مرتبہ اس مفہوم سے ہٹ کر استعمال ہوتی ہے جس کی بنا پر قطعی یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ واقعی مادہ اولیٰ کی قسم کا وجود بھی رکھتا ہے۔ (۶)

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ارسطو کا تصور مادہ کا اطلاق ایک وسیع تر مفہوم میں جس میں اصطلاح "مادہ" آفاقی یا کُلی طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ محدود ہو کر ابتدائی مفہوم کے قریب تر آجاتی ہے۔ جس سے فنون میں استعمال شدہ مادہ کی تعریف تو مرتب کی جا سکتی ہے مگر کون و فساد کے اس مستقل اور آلمگیر عمل کے پس پشت موجود مادے کی توجیہہ نہیں کی جا سکتی۔ جبکہ ارسطو کے فلسفہ کے تجزیے سے یہ بات

۵۔ طبیعات ۱۹۱ a۱۸

۶۔ دیکھئے xvii H.R. King, "Aristotle without prime matter", Journal of History, (1956) 370-389. W. Charlton, Commentary on Aristotle's Physics p. 129 Mary L. Gill Aristotle on substance p. 43

بالکل عیاں ہے کہ وہ کائنات میں ظہور پذیر ہونے والی فطری تبدیلیوں کی علت کو جاننا چاہتا تھا اور مظاہر فطرت میں جو چیز سب سے پہلے اپنی طرف توجہ مبذول کرواتی ہے وہ ان کی ساخت اور ان کا جسم ہے جو مادے سے وجود میں آتا ہے اور پورے نظام فطرت میں علت مادی کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا جیسے بالآخر کسی مادہ اول پر منتج ہونا ہے جو تمام مادی اشیاء کا مبداء ہو کر خود اس کا کوئی مبدا نہ ہو بصورت دیگر یہ سلسلہ لامتناہی ہو جائے گا۔ ہمیں اس حقیقت سے انکار نہیں کہ ارسطو کے تصور مادہ اولیٰ کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس کی کوئی طبعی بنیاد نہیں یعنی وہ ایک طبعی اصول کو مابعد الطبعی اصول بنا دیتا ہے اور اسے ظاہری حقیقت سے جدا کر کے اس کا مطالعہ کرتا ہے۔

لیکن میں یہاں یہ واضح کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ ارسطو کا بنیادی تصور علت مادی سائنسی علم کی ایک اہم خصوصیت ہے جو ہمارے سامنے یہ سوال اٹھاتی ہے کہ کوئی شے کیوں ایسی ہے ؟ اور اس کے اس طرح سے ہونے کی کیا وجوہات ہیں۔ درحقیقت ہم کسی مظہر، کسی شے اور کسی بھی عمل کی ماہیت کو سائنسی انداز میں صرف اسی وقت واضح کر سکے ہیں جب ہم اس کی علت کو دریافت کرتے ہیں اور پیش نظر ان سوالات کی جواب دینے کی کوششیں کرتے ہیں اس طرح ارسطو کا تصور علت مادی دراصل اس سائنسی سوال کا جواب ہے جو فلسفہ سائنس میں سب سے پہلے اٹھایا گیا کہ موجودات کیوں ایسے ہیں اور ان کے ہونے کی کیا وجوہات ہیں ؟